رمضان کی حقیقت

(۱)

یہ مادی عالم جس طرح مادی نظام اور قانون کا پابند ہے ' خدائے پاک نے عالمِ روحانی میں بھی اسی قسم کا ایک اور نظام ' قانون اور علل و اسباب کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ جس یقین کے ساتھ آپ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ زہر انسان کے لیے قاتل ہے ' اسی لیے یقین کے ساتھ طبِ روحانی کا واقف کار کہتا ہے کہ گناہ انسان کی روح کو قتل کر دیتا ہے ۔ پیغمبر فیضانِ نبوت کے قبول کے لیے اپنی روح میں کس طرح استعداد پیدا کرتا ہے ' دنیا میں کب مبعوث ہوتا ہے ' معجزات کا ظہور اس سے کن اوقات میں ہوتا ہے ' اور اپنے دعویٰ کو وہ کس طرح پیش کرتا ہے ' انکار و مزاحمت پر وہ کیونکر مہاجرۃ الی اللہ کرتا ہے ' اور ان میں سے ہر ایک چیز مرتب اور منظم قواعد کے مطابق بہ ترتیب ظہور میں آتی ہے ۔ قرآن مجید میں تیرہ مقام پر "سنتہ اللہ" کا لفظ آیا ہے' لیکن ان میں زیادہ تر اسی روحانی نظام و ترتیب کی طرف اشارہ ہے۔

فلسفۂ تاریخ جس طرح سیاسی واقعات کی تکرار اور حوادث کے بار بار اعادہ سے اصول اور نتائج تک پہنچ کر ایک عام تاریخی قانون بنا لیتا ہے ' بعینہٖ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے سوانح اور تاریخیں بھی اپنے واقعات کے بار بار اعادہ سے خصائصِ نبوت کا اصولِ قانون ہمارے لیے مرتب کرتی ہیں۔

پیغمبرانہ تاریخ کے ان ہی اصول و قوانین میں سے ایک یہ ہے کہ نبی جب اپنے کمالِ انسانیت کو پہنچ کر فیضانِ نبوت کے قبول اور استعداد کا انتظار کرتا ہے ' تو وہ ایک مدت تک کے لیے عالمِ انسانی سے الگ ہو کر ملکوتی خصائص میں جلوہ گر ہوتا ہے ۔ اسی وقت سے اس کے دل و دماغ میں وحیٔ الٰہی کا سرچشمہ موجیں مارنے لگتا ہے ۔ کوہِ سینا کا پُر جلال پیغمبر (حضرت موسیٰؑ) جب توراۃ لینے جاتا ہے تو چالیس شبانہ روز بھوکا اور پیاسا رہتا ہے ا۔ کوہ سعیر کا مقدس آنے

والا (حضرت عیسیٰؑ) ' اس سے پہلے کہ اس کے منہ میں انجیل کی زبان گویا ہو ' وہ چالیس روز و شب بھوکا اور پیاسا رہا ۲۔ اسی طرح فاران کا آتشیں شریعت والا پیغمبر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نزولِ قرآن سے پہلے پورے ایک مہینہ حراء نامی مکہ کے ایک غار میں ہر قسم کی عبادتوں میں مصروف رہتا ہے ' اور بالاخر اسی اثناء میں ناموس اکبر اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ کا مژدہ جانفزاء لے کر نمودار ہوتا ہے ۳۔

یہ واقعہ کس ماہ مبارک کا تھا ؟

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ ۲ :) رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن اترا۔

یہ کس شبِ اقدس کی داستان ہے ؟

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (الدخان ۴۴ : ۳)ہم نے قرآن کو ایک برکت والی رات میں اتارا۔

اس مبارک شب کو ہم کس نام سے جانتے ہیں ؟

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (القدر ۔ ا) ہم نے قرآن کو شبِ قدر میں اتارا۔

ان آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن سب سے پہلی بار دنیا میں نازل ہوا ' اور پیغمبر امی علیہ الصلوۃ والسلام کو عالم کی رہنمائی اور انسانوں کی دستگیری کے لیے دستور نامۂ الٰہی کا سب سے پہلا صفحہ عنایت کیا گیا۔ قرآن کا حامل اور اس وحی الٰہی کا مہبط ان دنوں ایک غار کے کونے میں یکہ و تنہا بھوکا اور پیاسا ۴۔ سر بہ زانو تھا۔ اس بناء پر اس ماہ مقدس میں بھوکا اور پیاسا رہنا (روزہ) ' کسی عبادت گاہ میں یکہ و تنہا رہنا (اعتکاف) ' نزول وحی کی رات میں (لیلتہ القدر) بیدار و سر بسجود رہنا ' تمام پیروانِ محمدیؐ کے لیے ضروری تھا کہ۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۔ ۴)

اگر تم خدا کو پیار کرتے ہو تو میری پیروی کرو ' خدا تمہیں پیار کرے گا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ ' اعتکاف اور لیلتہ القدر کی حقیقت اسلام میں کیا ہے ' اور رمضانِ مبارک میں روزوں کی تخصیص اسلام میں کس بناء پر ہے ۔ اس لیے اس ماہِ اقدس میں بقدرِ امکان ان ہی حالات و جذبات میں متکیف ہونا چاہیے ' جس میں وہ حاملِ قرآن متکیف تھا ' تاکہ وہ دنیا کی ہدایت یابی ' اور رہنمائی کی یادگار تاریخ ہو۔ یہ کیفیات و حالات جن کو قرآن کے

مبلغ کی پیروی میں ہم اپنے اوپر طاری کرتے ہیں ' یہی اس ہدایت کے ملنے پر ہماری شکر گذاری اور خدا کی بڑائی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس روزہ کی فرضیت سے سب سے پہلا مقصد انبیاء علیہم السلام کے ان متبرک و مقدس ایام کی تقلید اور پیروی ہے۔ یہودی بھی حضرت موسیٰؑ کی پیروی میں ۴۰ دنوں کا روزہ مناسب ' اور صرف چالیسویں دن کا روزہ فرض سمجھتے ہیں۔ عیسائیوں کو بھی حضرت عیسیٰؑ کی تقلید اور پیروی میں یہی چاہیے تھا ' مگر انہوں نے پال کی پیروی میں جیسے حضرت عیسیٰؑ کے اور احکام و سنن کی اتباع نہیں کی ' اس کی بھی نہ کی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی یہ حکم ہوا کہ وہ اپنے رسولؐ کی پیروی میں یہ چند دن اسی طرح گذاریں ' چنانچہ فرمایا '

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ۔
(البقرة : ۲)

اے مسلمانو ! جیسے تم سے پہلے لوگوں پر (ان کے رسولوں کی پیروی ' اور ہدایت ملنے کے شکریہ میں) روزہ فرض کیا گیا تھا ' تم پر بھی فرض کیا گیا۔

دینِ الٰہی کی تکمیل ' نبوت کے اختتام ' اور تعلیم محمدی کے کمال کی یہ بھی بڑی دلیل ہے کہ گذشتہ امتوں نے اپنے اپنے پیغمبروں کی تقلید اور پیروی کے جس سبق کو چند ہی روز میں بھلا دیا ' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاکھوں اور کروڑوں امت اس کو اب تک یاد رکھے ہوئے ہے ' اور اپنے رسولؐ کی پیروی میں وہ بھی ایک مہینہ تک اسی طرح دن کو کھانے پینے اور دوسری نفسانی خواہشوں سے اپنے کو پاک رکھتی اور ملکوتی زندگی بسر کرتی ہے۔

یہ روزہ انبیاء علیہم السلام کی صرف پیروی اور تقلید ہی نہیں ' بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کا ' جو اس نے پیغمبرِ صادق کے ذریعہ انسانوں پر کیا ' شکریہ ہے اور اس کی احسان شناسی کا احساس ہے۔ وہ کتابِ الٰہی ' وہ تعلیم ربانی ' وہ ہدایتِ روحانی ' جو ان ایام میں انسانوں کو عنایت ہوئی ' جس نے ان کو شیطان سے فرشتہ اور ظلماتی سے نورانی بنایا ' پستی و ذلت کے عمیق غار سے نکال کر ان کو اوجِ کمال تک پہنچایا ' ان کی وحشت کو تہذیب و اخلاق سے ' ان کی جہالت کو علم و معرفت سے ' ان کی نادانی کو حکمت و دانائی سے ' اور ان کی تاریکی کو بصیرت اور روشنی سے بدل دیا ' جس نے ان کی قسمتوں کے پانسے الٹ دیئے اور فضل و دولت اور خیر و برکت کے خزانوں سے ان کے کاشانوں کو معمور کر دیا ' جس نے ذرۂ بے مقدار کو آفتاب اور مشتِ خاک کو ہمدوشِ ثریا بنا دیا ' قرآن پاک اپنے ان الفاظ میں اسی حقیقت کی طرف

اشارہ کرتا ہے۔ "اور (یہ رمضان کا روزہ) اس لیے (فرض ہوا) تاکہ تم اللہ کی بڑائی کرو کہ تم کو اس نے ہدایت دی' اور تاکہ تم اس کا شکریہ ادا کرو۔"

اس ہدایتِ ربانی اور کتابِ الٰہی کے عطیہ پر شکر گذاری کا یہ رمز و اشارہ ہے کہ اس مہینہ کی راتوں میں مسلمان اس پوری کتاب کو نمازوں (تراویح) میں پڑھتے اور سنتے ہیں' اور اس مہینہ کے خاتمہ پر اللہ اکبر! اللہ اکبر! کا ترانہ بلند کرتے ہوئے عید گاہوں میں جاتے' اور خوشی و مسرت کے ولولوں کے ساتھ عید کا دوگانہ شکر ادا کرتے ہیں۔

(سیّد سلیمان ندوی' سیرۃ النبیؐ' جلد پنجم صفحہ ۲۶۶-۲۶۸' ۲۸۸-۲۸۹)

(۲)

رمضان کے مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے روزوں کے لیے کیوں منتخب فرمایا؟ اس انتخاب کی حکمت اس طرح واضح کی گئی ہے کہ یہی مبارک مہینہ ہے جس میں دنیا کی ہدایت کے لیے قرآن کے نزول کا آغاز ہوا۔ اس ہدایت کے متعلق فرمایا کہ یہ ہدایت بھی ہے' اور اس میں ہدایت اور فرقان کی بینات بھی ہیں۔ یعنی یہ صراطِ مستقیم کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ' عقل کی رہنمائی اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کے لیے وہ واضح اور قاطع حجتیں بھی اپنے اندر رکھتی ہے جو کبھی کہنہ ہونے والی نہیں ہیں۔ بینات سے مراد واضح' دل نشین اور ہر الجھن کو دور کر دینے والے براہین و حجج ہیں۔ قرآن صرف حلال و حرام بتانے کا ضابطہ ہی نہیں ہے' بلکہ حجج و بینات کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ بھی ہے۔ اس وجہ سے یہ رہتی دنیا تک عقلِ انسانی کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

اس عظیم نعمت کی شکر گزاری کا تقاضا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی مہینے کو روزوں کے لیے خاص فرما دیا تاکہ بندے اس میں اپنے نفس کی خواہشات اور شیطان کی ترغیبات سے آزاد ہو کر اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو سکیں' اور اپنے قول و فعل' اپنے ظاہر و باطن' اور اپنے روز و شب' ہر چیز سے اس حقیقت کا اظہار و اعلان کریں کہ خدا اور اس کے حکم سے بڑی ان کے نزدیک اس دنیا کی کوئی چیز بھی نہیں ہے۔

غور کرنے والے کو اس حقیقت کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں پیش آسکتی کہ خدا کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت عقل ہے' اور عقل سے بھی بڑی نعمت قرآن ہے۔ اس لیے کہ عقل کو بھی حقیقی رہنمائی قرآن ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو تو عقل سائنس کی ساری دور

بینیں اور خرد بینیں لگا کر بھی اندھیرے ہی میں بھٹکتی رہتی ہے۔ اس وجہ سے جس مہینے میں دنیا کو یہ نعمت ملی وہ سزا وار تھا کہ وہ خدا کی تکبیر اور اس کی شکرگزاری کا خاص مہینہ ٹھہرا دیا جائے' تاکہ اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر و قیمت کا اعتراف ہمیشہ ہمیشہ ہوتا رہے۔ اس شکرگزاری اور تکبیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے روزوں کی عبادت مقرر فرمائی' جو اس تقویٰ کی تربیت کی خاص عبادت ہے جس پر تمام دین و شریعت کے قیام و بقا کا انحصار ہے' اور جس کے حاملین ہی کے لیے در حقیقت قرآن ہدایت بن کر نازل ہوا ہے' جیسا کہ اس سورہ کی بالکل پہلی ہی آیت میں اس نے خود یہ حقیقت واضح فرما دی ہے **ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ** (یہ آسمانی کتاب ہے' اس کے آسمانی ہونے میں کسی کو شبہ کی گنجائش نہیں ہے' یہ متقیوں کے لیے ہدایت بن کر نازل ہوئی ہے)۔ گویا اس حکمتِ قرآنی کی ترتیب یوں ہوئی کہ قرآن حکیم کا حقیقی فیض صرف ان لوگوں کے لیے خاص ہے جن کے اندر تقویٰ کی روح ہو' اور اس تقویٰ کی تربیت کا خاص ذریعہ روزے کی عبادت ہے' اس وجہ سے ربِ کریم و حکیم نے اس مہینے کو روزوں کے لیے خاص فرما دیا جس میں قرآن کا نزول ہوا۔ دوسرے لفظوں میں اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن اس دنیا کے لیے بہار ہے' اور رمضان کا مہینہ موسمِ بہار اور یہ موسمِ بہار جس فصل کو نشوونما بخشتا ہے وہ تقویٰ کی فصل ہے۔

(امین احسن اصلاحی' تدبر قرآن' جلد اوّل' صفحہ ۴۵۰ - ۴۵۱)

۱- خروج ۳۴' ۳۸

۲- متی ۴ - ۲

۳- صحیح بخاری حدیث بدء الوحی' ایک ماہ کا بیان صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء نزول وحی میں اور سیرت ابن ہشام بدء بعثت میں ہے۔

۴- روایات سے اگرچہ بتصریح یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آپ غار حرا میں روزے رکھتے تھے۔ تاہم قرائن واشارات سے سمجھا جاتا ہے کہ آپؐ اور عبادات کے ساتھ غار حراء میں روزے بھی رکھتے تھے' جیسا کہ بخاری (بدء الوحی) اور سیرۃ ابن ہشام سے واضح ہے کہ آپ ان دنوں میں تحنث اور اعتکاف کرتے تھے' جس کا ایک جز روزہ ہے' آج کل کے بعض علمائے مصنفین نے بھی ان قرائن سے یہی سمجھا ہے کہ آپؐ دنوں روزہ سے رہتے تھے' (دیکھو خضری مصری کی التشریع الاسلامی ۶- و ۴۳-)